گذشتہ سے پیوستہ

مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

مسجد حرام کی فضاؤں میں

مشاہدات و تاثرات

منیٰ! مکہ مکرمہ سے تین میل دور جانب مشرق کو دو پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے۔ جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لیے پیش فرمایا تھا۔ ابلیس ملعون نے وسوسہ ڈال کر ان کو اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی تو ابراہیم علیہ السلام نے ابلیس کو کنکریاں مار کر بھگایا تھا۔ اب بھی یہی ابراہیمی سنت جاری ہے۔ کنکریاں مارنے کو عربی میں رمی الجمرات کہتے ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد ہم عرفات روانہ ہوئے۔ آج پیر کا دن ہے، کل بروز منگل یوم النحر (قربانی کا دن) ہے۔ منیٰ سے عرفہ تک موجودہ حکومت نے پانچ سڑکیں تعمیر کی ہیں۔ ہر ایک سڑک پر بسوں، ویگنوں، ٹرکوں اور کاروں کا ہجوم سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

منیٰ سے مزدلفہ جانب مشرق کو تقریباً تین میل اور مزدلفہ سے عرفات بھی اتنی مسافت پر بجانب مشرق واقع ہے۔ گویا منیٰ، مزدلفہ، عرفات تینوں ایک ہی لائن میں واقع ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ہماری بس سب سے آگے جانیوالی بسوں کی قطار میں منسلک ہے، مگر آگے چلکر معلوم ہوا کہ ہزاروں بسیں آگے نکل چکی ہیں۔ چھ میل کی یہ مسافت تقریباً ایک گھنٹہ میں طے ہوئی۔ مسجد نمرہ پہنچے تو دیکھا کہ وادیٔ عرفات کا وسیع خطہ لاکھوں حجاج سے معمور تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آج کل کے مطوف اپنی سہولت کی خاطر اپنے حجاج کو ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں ٹھہرنے نہیں دیتے، سیدھے عرفات پہنچاتے ہیں۔ کتنی افسوس کی بات ہے کہ مطوفین حضرات اپنی آسانی کے لئے ہزاروں نفوس کو منیٰ میں ٹھہرنے کی سنت عظیمہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ مجبوری کا مسئلہ تو الگ ہے کہ انسان عرفہ کی صبح

مکہ پہنچا تو وہ بجائے منٰی اترنے کے سیدھا عرفات جائے گا۔

جبل رحمت | جبل الرحمۃ (رحمت کی پہاڑی) سے آدھ میل دور ہماری بس رک گئی ، اور ازدحام کیوجہ سے بسوں کا آگے جانا مشکل ہوگیا ۔بس سے اتر کر جبل الرحمۃ کیطرف پیدل روانہ ہوئے۔ جبل الرحمت کو جبل الدعاء بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے ، اس پہ یا اس کے قرب وجوار میں ٹھہرنا افضل ہے۔ خاص کر اس جگہ جہاں بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں۔ یہ جگہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے ۔ اگر یہاں جگہ نہ مل سکے تو جہاں بھی ٹھہرنا میسر ہو وہاں ٹھہر جائے مگر عرنہ کے نشیب میں نہ ٹھہرے ـــــ ہمیں جبل الرحمت کے ایک گوشہ میں بیٹھنے کی جگہ میسر ہوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا موجزن ہے ۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ کا منظر ہے ۔ بادلوں کے ٹھنڈے سایہ نے واقفین عرفہ (حجاج) کو معلموں کے سائبانوں سے بے نیاز کر دیا ہے ۔ موسم انتہائی خوشگوار ہے ـــــ جبل الرحمۃ سے دیکھا تو چاروں طرف خیمے ہی خیمے نظر آئے ۔ سائبانوں بسوں ٹرکوں ، کاروں اور انسانوں کی آبادی حدِ نگاہ تک پھیلی ہوئی ہے ۔ وہ انسانی سمندر جو مسجد الحرام میں بحکمِ ایزدی سمٹ جاتا ہے ، یہاں اپنی شکل میں موجیں مار رہا ہے ۔عرفات کا یہ دن ذکر و اذکار تلبیہ ، تلاوت اور دعاؤں میں بسر کرنا چاہئے ۔ مناسک حج کا لب لباب ، محور اور نچوڑ آج کا دن ہے ۔ اس دن خداوند کریم سات آسمانوں کے اوپر سے عرفات کے اس میدان میں جمع ہونے والوں کو محبت کی نگاہوں سے نوازتا ہے ۔ اور اپنے ان بندوں پر مباہات اور فخر کے طور پر فرشتوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :

هٰؤُلَاءِ عِبَادِيْ جَاءُوْا مِنْ كُلِّ	یہ میرے بندے پراگندہ بال غبار آلود حالت میں
فَجٍّ عَمِيْقٍ شُعْثًا غُبْرًا اُشْهِدُكُمْ	دور دراز سے میری رضامندی کی طلب میں
يَا مَلَائِكَتِيْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ	آئے ہیں۔ اے میرے ملائکہ تمہیں گواہ کر کے
	کہتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے ۔

...

تسبیح وتہلیل اوراد و وظائف میں یہ لمحات بسر کرنے چاہئیں ۔کوشش کرنی چاہئیے کہ ندامت و خجالت کے عالم میں آنسوؤں کے چند ایک قطرے بھی ٹپکیں جو نیک بختی کی علامت ہے ۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے والے جیسی ہیئت اختیار کر لینی چاہئیے ۔عرفات کے اس نورانی بقعہ میں رب العالمین کی شان کریمی کے کرم ہائے بے پایاں اور اسکی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں دید سے تعلق رکھتی ہیں نہ کہ شنید سے ۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان مقدس مقامات کی زیارت

بارہا نصیب فرمادے۔

وادیٔ عرفات کے وسیع خطہ میں کرۂ ارضی کے ہر گوشہ سے آئے ہوئے لاکھوں انسانوں کی یہ آبادی میدانِ حشر کا نمونہ بتلا رہی ہے۔ یہ مختلف لغات اور بولیاں بولنے والے ایک ہی اللہ سے مانگ رہے ہیں۔ تمام روئے زمین سے جمع ہونے والوں نے ایک ہی وضع قطع کا لباس پہنا ہے۔ طریقۂ عبادت سب کا ایک، مقصد و غایت میں سب مشترک، ہر ایک قرآنی زبان (عربی) بول رہا ہے۔ کسی کو معلم یا معلم کا وکیل (ایجنٹ) دعائیں سکھا رہا ہے۔ کسی کے ہاتھ میں کتاب ہے، کوئی یاد سے مصروفِ دعا ہے۔ پیشہ اور تمدن کے اعتبار سے ان لوگوں میں ممتاز فرق ہے۔ ان کی زبانیں مختلف، عمریں متفاوت، ثقافت و تہذیب جدا، طرزِ لباس و معیشت میں متفرق، کوئی عربی ہے تو کوئی عجمی، کوئی مشرقی بلاد سے آیا ہے، کوئی مغربی بلاد سے، پاکستانی، افغانی، ہندی، ایرانی، ترکی، عراقی، شامی، مصری، الجزائری، اردنی، یمنی، حجازی، ایشیائی، افریقی۔ غرض ہر ملک اور ہر قوم کے سیاہ و سفید و سرخ و زرد، موٹے پتلے، لمبے قد والے اور چھوٹے قد والے۔ مرد، عورت، بچے بوڑھے، جوان۔ طرح طرح کے انسان یہاں آکر ایک دوسرے کے بھائی بن گئے ہیں۔ ان میں باہمی انس و الفت ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کی زبانوں سے ناآشنا، مگر ان کے دلوں میں باہمی محبت اور مروت کے جذبات ہیں جو حرکات و سکنات کے اشاروں سے نمایاں ہیں۔ نہ ان کو اپنے بچے یاد ہیں، نہ گھر والے۔ گھر بار اور وطن سے دور۔ تجارت و ملازمت سے بے فکر ایک ہی خدائے عزوجل کو راضی کرنے کے متلاشی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے متمنی۔ انہوں نے ایک ہی لباس پہن کر وطنیت و قومیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ (بیشک ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں) ایک ہی نہج کے کپڑے، ایک ہی عمل، ایک ہی قول (تکبیر و تہلیل اور تلبیہ) نے ان کو یک جسم دیکجان بنا دیا ہے۔ عرفات کا یہ میدان ہو، یا مزدلفہ کی رات، منیٰ کا ماحول ہو یا مکہ کی آبادی۔ ہر جگہ یہی لباس، یہی عمل اور یہی قول۔ ان لوگوں پر حجت قاطع اور برہان ساطع ہے۔ جو وطنیت و قومیت، نسبیات و عصبیات کی آگ سلگا رہے ہیں اور جاہلیت کے مردہ دور کو دوبارہ زندہ کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

چاروں طرف وافدینِ کرام (حجاج) کی تضرع و الحاح۔ آہ و بکا میں ڈوبے ہوئے اذکار و اوراد، استغفار و تلبیہ کا ایک عجیب و دلکش منظر ہے۔ عرفہ کے دن زوال سے قبل غسل کرنا افضل ہے آجکل

پانی کی بہتات ہے ۔ جا بجا پانی کے نلکے موجود ہیں ۔ مسجد نمرہ میں ظہر کی نماز با جماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ ظہر کی نماز کے بعد فوراً امام کے پیچھے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے ۔ عرفہ کے دن عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھنا سنت نبوی ہے ۔ مگر افسوس کہ ہم بعض کمزور اور بیمار ساتھیوں کی وجہ سے جبل رحمت سے نہ اتر سکے اور ظہر کی نماز اس پہاڑ پر پڑھ لی ۔

عصر تک جبل الرحمۃ کی نورانی آغوش میں وقوف کیا ۔ نیچے اترے تو چند چھوٹے بچے دیکھے جو حاجیوں کے دلوں کو اپنی نوشہ اور پیارے کلمات سے موم بنا رہے تھے ۔ حاجیوں کے سامنے دست سوال دراز کرکے ِللّٰہ لِلّٰہ ۔ حجاج بیت اللہ ۔ جیسے مقفیٰ و مسجع کلمات پڑھ رہے تھے ۔ سورج غروب ہوا تو حاجیوں کا بابرکت قافلہ "مزدلفہ" روانہ ہوا ۔ الحمد للہ کہ وقوف بالعرفہ کا یہ اہم رکن حجاج کرام نے خوشگوار موسم میں ادا کیا ۔ اس رکن کے لئے طہارت شرط نہیں حیض و نفاس والی عورتیں بھی وقوف کریں گی ۔ راستے میں مسجد نمرہ کے بالمقابل ایک چوک میں شاہ فیصل کا بھائی ٹریفک والے سپاہیوں کے ساتھ کھڑا دیکھا ، جو ٹریفک کی خدمات سرانجام دینے میں سپاہیوں کے دوش بدوش مصروف عمل تھا ۔ شاہی خاندان کے کئی نوجوان موسم حج میں انتظامی امور کو پوری جانفشانی سے سرانجام دینے کو اپنا فرض اور موجب صد سعادت سمجھتے ہیں ۔۔۔

پولیس احرام کے کپڑوں میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ، ڈرائیور احرام کی دو چادروں میں ملبوس ، ڈاکٹر وغیرہ عملہ ایام حج میں ، ایک طرف مناسک حج کی ادائیگی میں مصروف نظر آتے ہیں تو دوسرے اوقات میں اپنے مشاغل و مصروفیات میں منہمک ، سعودی حکومت کے انتظامات قابل تعریف ہیں ۔ عرفات کا یہ میدان جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا ۔ آج جگہ جگہ قدم بقدم پانی کے نلکے اور ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں ۔ ہر جگہ پانی کی بہتات ہے ۔ گشتی شفا خانے جا بجا کھڑے ہیں ۔ گمشدگان کو اپنے اپنے معلموں کے پاس پہنچانے لئے متعدد کمیٹیاں پوری توجہ کے ساتھ مصروف عمل ہیں ۔

پانچوں سڑکیں مشینی قافلوں کی قطاروں سے معمور ہیں ۔ اور پیدل جانے والے قافلے کئی فرلانگ کی چوڑائی میں پھیلے ہوئے جا رہے ہیں ۔ ان قطاروں کی لمبائی تین میل ہے ۔ پہلے نکلنے والے اگر مزدلفہ پہنچ گئے ہیں تو ہزاروں کی تعداد وادی عرفات کی حدود سے اب تک ہجوم کی وجہ سے نہیں نکلے ، لاکھوں نفوس کے قدموں کی وجہ سے گرد و غبار کے بادل چھائے ہوئے ہیں ۔ عرفات سے مزدلفہ کو پیدل چلنے میں جو لطف محسوس ہو رہا ہے ، وہ بسوں اور

کاروں میں جانے سے میسّر نہیں۔ ہر ایک جماعت کا مخصوص نشان ہے۔ تاکہ ساتھی اس نشان کو دیکھ کر اپنی جماعت کو بآسانی پہچان سکے کسی نے لاٹھی کے سر سے لالٹین اٹھا رکھی ہے کسی نے کلہاڑی، کسی نے تلوار، کسی نے سرخ قسم کا جھنڈا کسی نے سیاہ رنگ کا جھنڈا مختلف رنگ کے جھنڈے اور نشانات نظر آرہے ہیں۔ ان نشانیوں کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں ساتھی اپنے ساتھیوں کی تلاش میں ہیں۔ ہم تین ساتھیوں نے تو پہلے سے یہ مشورہ کر لیا ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی ساتھی گم ہوگیا تو وہ ساتھیوں کی تلاش میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع نہ کرے۔ ملاقات مکہ مکرمہ میں معلّم کے ہاں ہوگی۔ راستہ میں "رمی الجمرات" کے لیے ستر کنکریاں جمع کرکے احرام کی چادر کے ایک کونے میں باندھ لیں۔

مزدلفہ | مزدلفہ پہنچ کر "مشعر حرام" کے قریب فروکش ہوئے۔ رب العالمین کے جزیل اکرام عطا نے بندوں کو اس خطاب سے نوازا ہے۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ

جب تم عرفات سے لوٹ کر طواف کیلئے جانے لگو تو مشعر حرام کے پاس خدا کو یاد کرو، جیسا کہ تم کو طریقہ بتلایا گیا ہے۔ یقیناً تم اس سے پہلے ناواقف تھے۔

مغرب و عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت اکٹھی پڑھ لیں۔ مشعر حرام (مزدلفہ) کے پہاڑ پر وقوف (ٹھہرنا) کرنا افضل ہے۔ وادیٔ محسّر کے علاوہ مزدلفہ کی وادی میں جس جگہ بھی قیام کریں جائز ہے۔ حکومت نے وادیٔ محسّر کے دونوں جانب نشاندہی کے بورڈ نصب کئے ہیں، تاکہ اس جگہ میں قیام نہ کیا جاتے۔ وادیٔ محسّر تقریباً دو فرلانگ طویل ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں "ابرہہ" نے بیت اللہ پر فوج کشی کے ارادہ سے اپنے لشکر کو منظم و مرتب کرنے کے لیے ٹھہرایا تھا۔ یہ جگہ مغضوب و ملعون ہے۔ اصحاب الفیل کے جائے قیام سے بچنے کیلئے شریعت مطہرہ نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے۔ مزدلفہ کی یہ رات ذکر و فکر تسبیح و تہلیل، درود و دعا میں بسر کرنی چاہیئے۔ یہ رات بعض مشائخ کرام کے نزدیک شب قدر سے بھی افضل ہے۔ تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو رات کے کچھ حصہ میں نوافل و ذکر کی سعادت حاصل کریں۔

صبح کی اذان ہوئی تو "مشعر حرام" میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھ لی۔ نماز کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے، خداوند قدوس کے حمد و سپاس، تہلیل و تکبیر اور محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد استغفار و دعا مانگنی چاہیئے۔ طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کو

روانہ ہوئے۔ راستہ میں تلبیہ و تسبیح، ذکر و اذکار کا مشغلہ رہے۔ جب وادیٔ محسّر کا نشان آجائے تو وہاں سے قدم تیز کر کے چلنا چاہیئے۔ وادیٔ محسّر سے آگے منیٰ کی آبادی نظر آئی۔ عقبۃ الاردن کے ایک معمر شخص ابوابراہیم کی زبانی وہ قصیدہ یاد آیا جو اس نے فرط جوش میں آکر کہا تھا۔ مگر افسوس کہ ماسوائے دو شعروں کے بقیہ اشعار یاد نہ ہو سکے ؎

یَا رَاحِلِیْنَ اِلٰی مِنیً بِقِیَادِہٖ ۔ هَیَّجْتُمُوْا یَوْمَ الرَّحِیْلِ فُؤَادِیْ

سِرْتُمْ وَسَارَ دَلِیْلُکُمْ یَا وَحْشَتِیْ ۔ فَالشَّوْقُ اَقْلَقَنِیْ وَصَوْتُ الْحَادِیْ

منیٰ کی آبادی میں داخل ہو کر "جمرۃ العقبہ" کو کنکریاں مارنے کے لئے روانہ تھے کہ راستے میں محترم قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی) کی ملاقات باعث انبساط و سرور ہوئی۔ قاری صاحب رمی الجمرات سے فارغ ہو کر قربانی کے لئے "مذبح" (قربان گاہ) جا رہے تھے۔ چھ ماہ کی طویل مفارقت کے بعد اپنے علاقہ کے ایک قریبی دوست کی زیارت کیوں موجب صد مسرت و بہجت نہ ہو۔ قاری صاحب نے فرمایا کہ تفصیلی گفتگو تو بعد میں ہوگی۔ اجمالی طور پر اتنا عرض ہے کہ آج سے ایک ہفتہ قبل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک گیا تھا، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کی زیارت کیلئے۔ وہاں آپ کے والد محترم سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ گھر بار، اعزہ و اقارب سب خیریت سے تھے، البتہ ایک ماہ کے طویل عرصہ میں آپ کے خط نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کو انتہائی پریشانی ہے۔ آپ فوراً خط بھیجدیں۔ قاری صاحب نے فرمایا کہ میں "معلم میر عبداللہ سالم" کے کیمپ میں ہوں۔ یہاں سے مناسک کی ادائیگی کے بعد آپ وہاں آجائیں۔ قاری صاحب "مذبح" کی جانب اور ہم "جمرۃ العقبۃ" کیطرف روانہ ہوئے۔

جمرۃ العقبۃ | "جمرۃ العقبۃ" مکہ معظمہ سے آتے ہوئے "منیٰ" میں پہلا جمرہ ہے اور مزدلفہ سے آتے ہوئے آخری جمرہ ہے۔ "یوم النحر" (قربانی کے دن) دس ذی الحجہ کو صرف جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا حکم ہے۔ جمرۃ العقبہ پہنچے تو بے پناہ مخلوق دیکھی جو کنکریاں مارنے میں مصروف تھی۔ جمرہ کے سامنے چار پانچ گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے سروں کے درمیان کنکری پکڑ کر مارنا چاہیئے۔ کنکری مارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَجْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَرِضًا لِّلرَّحْمٰنِ۔ پڑھنا چاہیئے۔ اس دن کنکریاں مارنے سے قبل دعا کرے اور کنکریاں مارنے کے بعد فوراً واپسی کرے آج یہاں ٹھہرنے کا حکم نہیں۔ ہم نے جب سات کنکریاں ماریں اور واپس ہوئے تو بمشکل ہجوم سے نکلے چپل ہجوم میں رہ گئے، ساتھی گم ہوگئے۔ مگر اللہ تعالیٰ فضل و کرم ہے کہ راستے

میں اپنے ساتھی مل گئے۔

قربان گاہ | اب مذبح کی طرف جانا ہے۔ موجودہ حکومت نے قربان گاہ کیلئے ایک خاص میدان متعین کر دیا ہے۔ پہلے زمانہ میں منیٰ کی ساری وادی قربان گاہ تھی۔ قربانی کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو ملحوظ رکھنا چاہیئے، صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اے رسولِ خدا ان قربانیوں کی حقیقت کیا ہے؟ تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ۔ یہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جبکہ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا کے نام پر ذبح کر رہے ہیں۔ آنکھ کھلتے ہی حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے تیار ہوئے۔ اپنے لختِ جگر کو نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دئے اور اپنے گھر سے نکل کر اس وادیٔ منیٰ میں آئے تھے۔ یہاں پہنچ کر باپ بیٹے کے درمیان یہ لرزہ خیز گفتگو ہوئی تھی، ابراہیمؑ نے کہا:

یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔	اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے خدا کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ آپ کا مشورہ کیا ہے۔

...

اسماعیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ۔	پیارے ابا جان! فرمانِ خداوندی کی فوراً تعمیل کیجئے (یہ میری گردن حاضر ہے) انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے۔

...

باپ اپنے اکلوتے لاڈلے لختِ جگر کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر تیز چھری حلق پر پھیرنے لگتا ہے۔ تو شانِ کریمی کے دریائے ترحم میں جوش آتا ہے اور ربِّ کعبہ آواز دیتا ہے:

یَا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔	اے ابراہیم! آپ نے اپنے خواب کو سچا کر کے دکھایا (آپ نے میرے حکم کی تعمیل کی) یقیناً ہم اپنے مخلص بندوں کو اجر و جزا دیتے ہیں۔

....

جبرئیل امین نے خدا کے حکم سے فوراً ایک دنبہ ابراہیمؑ کی چھری تلے رکھ دیا۔ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھری چلائی، دیکھا تو دنبہ ذبح کیا ہوا ہے۔ جبرئیل امین نے لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر

کے کلمات پڑھے۔ اسماعیل علیہ السلام نے آنکھ کھولی اور دنبہ کو ذبح شدہ دیکھا تو بے اختیار اللہ اکبر وللہ الحمد کے کلمات کہے۔ اسطرح ابراہیمی قربانی کی ابتدا ہوئی اور رحمت ایزدی نے جگر گوشوں کی قربانی کے بدلے جانوروں کی قربانی لازم کر دی ۔

طغیان ناز بین کہ جگر گوشۂ رسول   خود زیر تیغ کرد و شہیدش نمے کند

قربانی: اس ابراہیمی سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سنت تاکید فرماتی ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے "کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے" آپ نے فرمایا: کہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال، کھر، گوشت اور خون سمیت لایا جائیگا، اور اس کا وزن ستر گنا زیادہ کر کے ترازو میں رکھا جائے گا۔ قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی خداوند کریم قربانی کرنے والے کے تمام اگلے گناہ بخش دیتا ہے۔ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی نصیب ہوتی ہے۔ حاجی اگر مفرد ہو (صرف حج کی نیت کی ہو) تو اس پر یہاں قربانی لازم نہیں کیونکہ وہ مسافر ہے اور مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر نفل طور پر کرے تو باعث اجر و برکت ہے ۔۔۔ البتہ قارن و متمتع پر یہ قربانی بطور شکرانہ واجب ہے۔ (باقی آئیندہ)

(بقیہ: مغربی تہذیب) کہ ان کی تکمیل سے گریز ناممکن ہوگیا ہے، ان کی تاریخ اب "تاریخ اسلام" ہو گی، ان کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے۔ اب خواہ وہ اسے پسند کریں یا اس پر نادم ہوں، بہر حال وہ "اسلامی ریاست" کے تصور کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور نہ اسے زیادہ دیر سرد خانہ ہی کی نذر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اسلامی ریاست کے نظریہ کو ختم کرنے کا فیصلہ محض طریق کار کی تبدیلی کا فیصلہ ہی نہیں ہو گا، یہ تو گویا اپنے دین اور وطن کی اساس پر کلہاڑا چلانے کے مرادف ہو گا۔ دنیا اس گریز سے یہی مطلب اخذ کرے گی کہ اسلامی ریاست کا نظریہ لایعنی اور اس کا نعرہ محض فریب نظر تھا جو حیات جدید کے تقاضوں سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، یا یہ کہ پاکستانی بحیثیت ایک قوم کے اسے اپنی قومی زندگی پر نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں، اس صورت میں دنیا کے نزدیک خود مسلمانوں کے معتقدات ایمانی ہی مشکوک اور قابل تنقید ٹھہریں گے۔" (ISLAM IN MODERN HISTORY P. 209)